ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

قرآن میں ناسخ و منسوخ آیات کی معرفت اور ان کی تعداد

(ایک تحقیقی مطالعہ)

Understanding Abrogating (Nasikh) and Abrogated (Mansukh) Verses in the Quran and Their Numbers: A Research Study

Hafiz Muhammad Usman
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore.
(Email:usman622hafiz@gmail.com)
Shamim Akhtar
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.
(Email: shamimrai201@gmail.com)
Ubaid ul Rahman
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Green International University, Lahore. & Lecturer: Punjab College &List University, Lahore.
(Email: uhafizg@gmail.com

Abstract

The study of abrogating and abrogated verses (Nasikh and Mansukh) in the Quran is a significant and often debated aspect of Quranic exegesis. Recognizing these verses is crucial for accurate interpretation of the Quran. Scholars have varied opinions regarding the number of abrogated verses. Shah Waliullah Muhaddith Dehlvi asserts that there are only five abrogated verses, though he acknowledges disputes over some. Imam Jalaluddin Al-Suyuti and Imam ibn Arabi, on the other hand, identify twenty-one verses as abrogated. Meanwhile, Allama Zarqani suggests that the number is eight. This abstract aims to explore these differing perspectives and the criteria used by scholars to identify Nasikh and Mansukh verses. Understanding these differences is essential for a comprehensive and precise interpretation of the Quranic text. The study will also examine the methodologies employed by scholars to discern the abrogated verses, shedding light on the complexities and nuances of this theological issue.

Keywords: *Nasikh, Mansukh, Quranic Exegesis, Shah Waliullah, Jalaluddin Al-Suyuti , Abrogated Verses*

تعارف

قرآن مجید ایسا بحر عمیق ہے کہ جس میں غوطہ زن جتنی مرتبہ غوطہ لگائے گا، وہ ہر مرتبہ دُرِنایاب لے کر آئے گا، قرآن مجید ایسے احکامات پر مبنی ہے جو مکمل ضابطہ حیات ہیں اور انسانی کامیابی و فلاح کا مدار ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جس نے دنیا کے ہر شعبے میں حضرت انسان کی رہنمائی کی، چاہے اس راہنمائی کا تعلق انسان کے ایمان، معاشرت، معیشت، اخلاقیات کے ساتھ ہو یا پھر اس راہنمائی کا تعلق بین الاقوامی تعلقات کے ساتھ ہو۔ گویا یہ وہ کتاب ہے جس میں زوجین کے تعلقات سے لے کر دو ممالک یا دو قوموں کے درمیان تعلقات کا حل پیش کیا گیا ہے۔

انسانی فطرت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ شرعی احکامات اس پر لاگو کیے جائیں جس پر اس کو ثواب و عتاب ہو، پہلے جتنی بھی شریعتیں تھیں۔ وہ اُس دور کی مصلحت و حکمت کے پیش نظر تھیں اور مخصوص قوموں کے لیے تھیں۔ اور آخر میں نبی کریم ﷺ کو شریعت دی گئی تا کہ اس کے ذریعہ زمین میں عدل و انصاف قائم ہو اور لوگوں کے معاش و معاد کی بھی اصلاح ہو اور اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت ہے کہ نبی ﷺ کی شریعت

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

پہلی شریعتوں کے لیے ناسخ ہو اور اس کے بعد اور کوئی شریعت نہ ہو کیونکہ آپ ﷺ پر اتاری گئی کتاب آخری ہے۔ اس کے بعد نہ کسی کتاب نے آنا ہے۔ اور نہ ہی کسی نبی ﷺ نے آنا ہے۔

یہ کتاب قرآن مجید بے شمار علوم وفنون کا منبع ہے۔ قرآن مجید کی تفسیر کے لیے مفسر کو بہت سے علوم کا جاننا ضروری ہے جن میں سے ایک علم "علم الناسخ والمنسوخ" ہے۔ یہ ایک نہایت ہی اہم موضوع ہے اور اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ائمہ اسلاف اس علم کے بارے میں فرمایا کرتے ہیں کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ بغیر ناسخ ومنسوخ کی پہچان کے اللہ رب العزت کی کتاب "قرآن مجید" کی تفسیر کرے ۔ اور یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فہم قرآن کے لیے جن مشکل مقامات پر بہت زیادہ ابحاث ہوئی ہیں اور جن کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے ان میں ایک ناسخ ومنسوخ آیات کی پہچان ہے۔

زیر نظر مقالہ میں "آیات ناسخ و المنسوخ" کی پہچان اور ماہرین علوم القرآن کی کتب علوم القرآن کی روشنی ائمہ کرام ان کی تعداد اور اختلافات کو قلمبند کیا گیا ہے۔

نسخ کی تعریف

لغوی طور پر نسخ کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔

- مٹا دینا، باطل کرنا اور ختم کرنے کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے۔
- نقل کرنا اور تبدیل کرنا کے معنٰی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

جو نسخ، ختم کرنے اور باطل کرنے میں استعمال ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

- **الاول: کسی دوسری چیز میں تبدیل کر دینا**

ایک چیز کا دوسری چیز میں تبدیل ہو جانا، ایک کی نیابت میں دوسری چیز کا آجانا۔ جیسے کہا جاتا ہے: (**نسخت الشمس الظل و انتسخته**) "سورج نے سایہ ہٹایا اور وہ ہٹ گیا" یعنی سائے کے زائل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی جگہ پر سورج آگیا اور سایہ ختم ہو گیا۔

- **الثانی: بدل کے بغیر نسخ**

اس سے مراد ہے کہ کسی چیز کا اٹھ جانا، باطل ہو جانا اور ختم ہو جانا اس طرح سے کہ اس کی جگہ پر کوئی دوسری چیز نہ آئے، جیسے کہا جاتا ہے ۔"**نسخت الریح الاثر**" "ہوا نے نشانات مٹا دیے" اور اسی طرح نقل کرنے کے معنٰی میں بھی استعمال ہوتا ہے" **نسخت الکتاب**" اور اس سے مراد یہ ناسخ ہے کہ اس نے کتاب کو اپنے اوراق میں منتقل کر دیا ہے۔ اس میں اس کتاب کو مٹا دینے یا ضائع کرنے کا معنٰی نہیں ہے۔[(1)]

قرآن کریم میں نسخ کا لفظ ان مذکورہ بالا تمام معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

- **نسخ بمعنٰی بدل**

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ((ماننسخ من ایۃاو ننسھابخیر منھااو مثلھا))[(2)] اس سے معلوم ہوا کہ نسخ بدل کے

1 مجد الدین فیروز آبادی، القاموس المحیط، (دار احیاء التراث العربی، بیروت) ج ا ص ۲۸۱۔

2 البقرۃ:۱۰۶۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

معنیٰ میں بھی مستعمل ہے۔امام ابن جریر طبریؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

”اللہ کی اس آیت سے مراد یہ ہے کہ ہم اسے تبدیل کر دیتے ہیں اس طرح کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیتے ہیں، اسی طرح جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز قرار دے دیتے ہیں۔اس نسخ کا تعلق امر، نہی اور حلال و حرام سے ہوتا ہے اور کتاب سے نسخ کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کو کسی دوسری چیز پر نقل کر لینا اور یہی معنیٰ حکم کے نسخ کا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اسے تحویل کر دینا اور اس کی عبارت کو کسی اور چیز میں نقل کر لینا“[1]

- ## نسخ بمعنیٰ غیر بدل

نسخ غیر بدل کی مثال جس میں حکم بالکل ختم کر دیا جاتا ہے۔اس کی دلیل اللہ رب العزت کا فرمان عالیشان ہے:((**وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ**))[2]

علامہ زمخشری اس کا معنیٰ یہ بیان کرتے ہیں کہ:((**فينسخ الله مايلقی الشيطان) ای يذهب به ويبطله**))[3]”اللہ تعالیٰ شیطان کی ڈالی ہوئی چیز کو لے جاتا ہے، باطل کر دیتا ہے“

- ## نسخ بمعنیٰ نقل

نسخ نقل کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:((**إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ**))[4]

ابن جریر طبریؒ اس آیت کا معنیٰ یہ بیان کرتے ہیں: (**يقول : انا كنا نستكتب حفظتنا اعمالكم فتثبها فی الكتب وتكتبها**“[5]

اس سے معلوم ہوا کہ نسخ نقل کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہے۔

نسخ تحویل کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔اس کی مثال جیسے ایک شخص سے دوسرے کی جانب تحویل میراث، یا حوادث کا تناسخ۔نسخ ازالہ کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔

تحویل اور ازالہ میں فرق

ازالہ کہتے ہیں شے کی حقیقت کو مٹا دینا اور تحویل کہتے ہیں کہ ایک شے کی حقیقت کو بحال رکھ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دینا۔

نسخ کی اصطلاحی تعریف

علماء نے نسخ کی بہت سی تعریفات کی ہیں۔جو حسب ذیل ہیں، ملاحظہ کیجئے۔

---

1 ابن جریر طبریؒ، جامع البیان عن تاویل ای القرآن،(دار المعرفہ، بیروت) ج۱،ص ۳۸۵۔

2 الحج:۵۲۔

3 جار اللہ زمخشری، الکشاف،(دار الکتب العلمیہ، بیروت)ج۲،ص ۳۵۲۔

4 الجاثیہ:۲۹۔

5 جامع البیان عن تاویل ای القرآن، ج۱،۸۶۔

JAHAN E TAHQEEQ جہان تحقیق
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

1. ((رفع الشارع حكما منه متقدما بحكم منه متاخر))"شارع کا بعد والے حکم کے ذریعے پہلے حکم کو اٹھا لینا"
2. ((رفع تعلق حكم شرعی بدليل شرعی متاخر عنه))"کسی مسئلہ سے متعلق شرعی حکم کو بعد والی شرعی دلیل کے ساتھ ختم کر دینا"
3. ((رُفع الحكم شرعی بدليل شرعی متاخر)) "ایک حکم شرعی کو دوسری حکم شرعی کے اٹھالینا"
4. ((بیان لمدة الحکم المطلق الذی كان معلوماً عند الله تعالى الا انه اطلقه فصار ظاہره البقاء فی حق البشر فكان تبديلاً فی حقنا،بیانا محضا فی حق صاحب الشرع))[1] "کسی مطلق حکم کی مدت کو بیان کرنا جو کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھی لیکن یہ انسان کے حوالے سے، مطلق ہی ہوتی ہے کہ قیامت تک یہی حکم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس مدت کے ختم ہونے پر نیا حکم دے دیتا ہے جو ہمارے اعتبار سے تو تبدیلی ہے لیکن شارع کے اعتبار سے صرف بیان ہی ہے"

نسخ کی شروط

نسخ کی درج ذیل شرائط ہیں۔

1. ناسخ خطاب شرعی ہو

اس موت نکل جائے گی موت احکامات کے وجوب کے لیے ناسخ نہیں بلکہ موت کی وجہ سے انسان مکلف ہی نہیں رہتا،لہذا موت سقوط تکلیف ہے نا کہ ناسخ۔

2. منسوخ کوئی حکم شرعی ہو

اس شرط سے عقلی احکام نکل گئے جن کی بنیاد پر براۃ اصلیہ ہوتے ہیں۔

3. منسوخ کسی محدود زمانے کے ساتھ مقید نہ ہو

اگر منسوخ کسی وقت کے ساتھ مقید ہوا گا تو وقت گزرنے بعد اس پر عمل بھی ختم ہو جائے گا۔اسے ہم نسخ نہیں کہہ سکتے ہیں۔

4. منسوخ پہلے ہو اور ناسخ بعد میں ہو

ناسخ کے لئے ضروری ہے کہ وہ منسوخ سے بعد میں ہو۔نہ ہی اکٹھے ایک زمانے میں ہوں۔

5. ناسخ اور منسوخ قوت میں برابر ہوں یا پھر ناسخ قوی ہو۔

حجیت اور دلیل کے اعتبار سے ناسخ کا مضبوط ہونا ضروری ہے یا کم از کم منسوخ کے برابر درجے کی ہو۔

6. منسوخ کا نسخ صحیح اور ممکن ہو

بعض مسائل ہیں جن میں منسوخ نہیں کیا جا سکتا ہے۔جیسا کہ توحید وغیرہ کہ ان میں نسخ نہیں ہو سکتا ہے۔

---

1 السدوسی، الناسخ والنسوخ، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ص ۶۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

نسخ اور تخصیص میں فرق

نسخ اور تخصیص میں فرق ہے۔جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

نسخ:

- نسخ کے لیے ضروری ہے کہ ناسخ بعد میں ہو اور منسوخ پہلے ہو۔
- نسخ قول یا خطاب کے ساتھ ہو۔
- منسوخ نسخ کے بعد بھی اپنی سابقہ حالت پر باقی رہتا ہے اور اسے استعمال کیا جا سکتا ہے،
- نسخ کے بعد میں منسوخ لفظاً مقصود ہوتا ہے۔
- اخبار میں نسخ نہیں ہوتا۔
- نسخ ایک فرد یا ایک مسئلے میں ہوتا ہے۔

تخصیص

- تخصیص میں تقدیم و تاخیر کا مسئلہ نہیں ہے۔ مخصص، مخصص سے پہلے کی ہو یا بعد کی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ یہ بات بھی درست ہے کہ دونوں اکٹھے ہی ایک وقت کی ہوں۔
- تخصیص قول یا خطاب کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل اور قرائن سے بھی ہو سکتی ہے۔
- تخصیص میں جب عام کو خاص کر دیا جاتا ہے تو پھر اس کے بعد عام پر عمل نہیں ہو سکتا ہے۔ صرف تخصیص کا حکم باقی رہتا ہے اسکے مطابق عمل کیا جائے گا۔
- عام میں، عام سرے ہی مقصود نہیں ہوتا بلکہ خاص مقصود ہوتا ہے۔
- تخصیص اخبار میں بھی ہو سکتی ہے،
- تخصیص کم از کم دو افراد یا دو معاملات میں ہوتی ہے۔

نسخ اور بدا میں فرق

شریعت اسلامیہ میں نسخ کا انکار کرنے والے کہتے ہیں کہ اگر نسخ تسلیم کر لیا جائے تو اس بدا کا عقیدہ لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ کے لیے بدا کا تصور ناممکن اور حرام ہے۔ نسخ پر ہونے والے اس اعتراض کو رفع کرنے کے لیے بدا اور نسخ میں فرق کو واضح کرنا پڑے گا کہ کس طرح یہ دونوں جدا چیزیں ہیں۔ ان میں ہر ایک کے اپنے اپنے امتیازات ہیں۔

بدا کی تعریف

لغوی طور پر بدا کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے۔

- کسی چیز کے پوشیدہ ہونے کے بعد حاضر ہونا۔"بدا الشی یبدوا بدوا ، وبدوا ، بداء: ظہر"[1]

---

1 ابن منظور، افریقی، محمد بن مکرم، لسان العرب، (دار العلم، بیروت) ج ۱۴، ص ٦٥

- کسی نئی رائے کا پیدا ہونا جو پہلے موجود نہ تھی۔"بدا فی الامر بدوا وبداء : نشاله فیه رای"[1]

قرآن مجید میں یہ لفظ دونوں معنیٰ کے استعمال ہوا ہے۔اور وہ دونوں معانی ہی اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہیں۔اس لیے کہ پہلے معنیٰ سے جہالت لازم آتی ہے اور دوسرے معنیٰ میں کسی چیز کا عدم کے بعد ظہور لازم آتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں نقائص سے ہی پاک اور منزہ ہے۔

نسخ

نسخ میں بدا لازم نہیں آتا کیونکہ مکلفین سے متعلق احکامات، ان احکامات کا مختلف ہونا، بندوں کی مصلحت، ناسخ اور منسوخ کی دلیلیں اللہ تعالی ان تمام چیزوں سے ازل سے ہی واقف ہے۔اس پر کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں اور کوئی بھی شئ چھپی ہوئی نہیں ہے۔جب کوئی چیز چھپی ہوئی ہے ہی نہیں تو پھر بدا کیسے ہوا۔؟

نسخ میں مکلفین کے لیے نئی چیز کا اظہار ہے اور یہ نئی چیز مخلوق کے اعتبار سے ہے یہ نئی چیز نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے تو محض اس کا بیان ہے جیسا کہ نسخ کی تعریف میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔کہ اس میں مدت کی انتہاء بیان کی جاتی ہے۔

نسخ کی حکمت

علامہ ابن قیم شریعت کے بارے میں فرماتے ہیں:"**مبناها و اساسها علی الحکم و مصالح العباد فی المعاش و المعاد ، و هی عدل کلها ورحمة کلها ، و مصالح کلها ، وحکمة کلها**"[2]"اس کی بنیاد بندوں کے دنیاوی اور اخروی معاملات میں خیر خواہی پر ہے۔دین تو سارا مصلحت، حکمت اور رحمت پر مشتمل ہے"

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت نے جو نسخ کا اصول دیا ہے اس میں بھی بندوں کے لیے رحمت اور مصلحت ہے۔ان میں سے چند ایک کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔ملاحظہ فرمائیے۔

- اس سے بندوں کے ثواب اور مدارج میں اضافہ کرنا مقصود ہے کیونکہ نسخ کے بعد اور مشکل حکم دیا یا ہے تو اس پر عمل کی وجہ سے اجر و ثواب بھی زیادہ ملے گا۔
- بندوں کے لیے تخفیف پیدا کرنا: اگر ناسخ ایک آسان حکم ہے تو یہ اللہ کی طرف سے رحمت ہے اور بندوں سے تکلیف کو رفع کرنا ہے۔
- شریعت کے احکام کو تدریجاً اس طرح آگے بڑھانا جس سے حکم حالات اور ماحول کے مطابق ہو سکے۔اچانک حکم دینے سے جو مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں ان سے بچا جا سکے جیسا کہ احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔
- بندوں کا امتحان لینا مقصود ہے کہ پتہ چل سکے کہ کون اللہ تعالیٰ کی پوری طرح ہر حال میں اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمان ہے۔:((**ابتلاء العباد و اختیارهم لیمیز الله الخبیث من الطیب ، والمطیع من المعاصی ، و المعاند من المکابر من الممتشل المخبت**))[3]

---

1 مجد الدین فیروزآبادی، القاموس المحیط، ج۴، ص ۳۰۴۔

2 ابن القیم، اعلام الموقعین عن رب العالمین (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ج۳، ص ۳۔

3 زرقانی، مناھل العرفان، (دار الکتب، مصر) ج۲، ص ۷۹۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

نسخ کے احکام

نسخ کی احکام کے اعتبار سے کی کئی قسمیں ہیں:

1. فرض جس کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔اس کے متعلق امام جلال السیوطیؒ نے فرمایا:((و لا یجوز العمل بالاول کنسخ حکم للزوانی بالحد))[1]
2. اس قسم کے نسخ کے بعد فرض اول یعنی منسوخ پر عمل کرنا جائز ہے جیسا کہ زناکاروں کو حد مارنے کے حکم سے ان کے قید کیے جانے کا حکم منسوخ ہوا۔((وفرض نسخ فرضاویجوز العمل بالاول کآیة المصاهرة))"وہ فرض کہ اس نے بھی کسی فرض کو منسوخ کیا ہو لیکن اس طرح کہ باوجود نسخ کے منسوخ پر عمل کرلینا جائز ہے اس کی مثال آیت مصاہرت ہے۔
3. ((و فرض نسخ ندباًکقتال کان ندبائهم صار فرضاً))وہ فرض جس نے کئی مندوب حکم کو منسوخ کیا ہو جیسا کہ جہاد ہے یہ پہلے مندوب تھا بعد میں فرض ہو گیا ہے۔
4. ((وندب نسخ فرض کقیام اللیل نسخ بالقرأة فی قوله فاقرو ا ماتیسر من القرآن))[2]"وہ مندوب حکم جو کسی فرض کا ناسخ ہو جیسے نماز تہجد جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن پڑھو! جہاں سے تمہیں آسان لگے" یہاں سے قیام منسوخ ہو گیا حالانکہ قرأت مستحب ہے اور قیام فرض ہے۔

نسخ کی اقسام

نسخ کی اقسام درج ذیل ہیں۔

نسخ قرآن از قرآن:

علماء ایسے نسخ کے جائز ہونے اور واقع ہونے کے قائل ہیں۔مثلاً:((وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًاوصِلے وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ))(3)کو((وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا))(4)نے منسوخ کر دیا۔

قرآن پاک میں اس قسم کے نسخ تین طرح کے ہیں۔

- **تلاوت و حکم دونوں منسوخ:**

وہ نسخ جس میں تلاوت و حکم دونوں منسوخ ہوگئے۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:((كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ

---

1 سیوطی، جلال الدین، علامہ، الاتقان فی علوم القرآن،(مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت) ج ا۔ص ۲۳۳۔

2 سیوطی، جلال الدین، علامہ، الاتقان فی علوم القرآن، ج ا۔ص ۲۳۳۔

3 البقرۃ:۲۴۰۔

4 البقرۃ:۲۳۴۔

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ ، ثم نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَہُنَّ فِيْمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ۔))[1]"قرآن میں یہ حکم اترا تھا کہ دس بار دودھ چوسنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے پھر حکم منسوخ ہو گیا اور یہ پڑھا گیا کہ پانچ بار دودھ چوسنا حرمت کا سبب ہے۔اور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے وقت یہ قرآن میں پڑھا جاتا تھا"۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دس رضاعت کا حکم بھی منسوخ ہو گیا اور تلاوت بھی محو کر دی گئی اور جہاں تک پانچ رضاعت کا تعلق ہے تو اس کی تلاوت نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیات طیبہ کے آخری زمانے میں منسوخ ہو گئی تھی۔ لیکن اس کا حکم باقی ہے جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حدیث کے ذریعے امت پر واضح کر دیا۔ یا جو اسے پڑھتے تھے انہیں اس کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہو سکا۔اس کی حکمت یہ ہے کہ جن الفاظ اور ان کے احکام تک کو اٹھا لیا گیا تو ان پر عمل کرنا یا تلاوت کرنا بے اثر تھا اس لئے لفظی و حکمی دونوں چیزیں اللہ تعالی نے منسوخ کر دیں۔[2]

- حکم منسوخ تلاوت موجود:

اس سے مراد وہ نسخ ہے جس میں حکم اٹھ گیا لیکن تلاوت ثواب کے لئے اور مشقت کے اٹھ جانے کے بعد اخف نعمت کی یاددہانی کے لئے ابھی باقی ہے۔ مثلاً:((وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔۔))[3]"اور جو لوگ اس (روزے) کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو فدیہ کے طور پر کھانا کھلا دیں۔"

یہ حکم ابتدائی حکم تھا اور سہولت کی خاطر دیا گیا تھا کہ وہ نو مسلم جو روزہ رکھنے کے عادی نہیں، انہیں آسانی ہو۔ یہ حکم تقریباً ایک سال تک نافذ رہا۔ پھر اس آیت کو منسوخ کر کے اس سے اگلی آیت میں یہ حکم دیا گیا:((فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ))[4]"تو جو بھی اس ماہ میں موجود ہو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔" ابتدائی حکم منسوخ ہونے کے باوجود اس کی تلاوت ابھی تک موجود ہے۔

- تلاوت منسوخ حکم موجود:

وہ نسخ جس میں حکم تو ابھی موجود ہے لیکن تلاوت منسوخ ہو گئی۔ مثلاً: موطا امام مالک اور صحیح مسلم: کتاب الحدود: ۸" میں آیت رجم سیدنا عمرؓ سے ان الفاظ میں مروی ہے:((قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:إِيَّاكُمْ أَنْ تَهْلِكُوْا عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ: لَانَجِدُ حَدَّيْنِ فِي كِتَابِ اللهِ... إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا أَلْبَتَّةَ، فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا۔))"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:"کوئی شخص آیت رجم کو یہ کہہ کر نہ چھوڑ دے کہ کتاب اللہ میں (زنا کے بارے میں) دو قسم کی سزائیں نہیں ملتیں۔ کیونکہ خود رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بھی رجم کیا اور ہم نے بھی رجم کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو میں اس کو ضرور قرآن میں لکھ دیتا۔ وہ آیت یہ ہے۔ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت اگر زنا کریں تو ان کو ضرور سنگسار کرو۔ کیونکہ ہم نے اس حکم کو (قرآن میں) پڑھا ہے"۔ حدود میں رجم سے متعلق یہ حکم موجود ہے۔ لیکن اس کی تلاوت منسوخ ہے۔ صحیح بخاری میں (۶۸۳۰) سیدنا عمرؓ کے خطبے کے یہ الفاظ ہیں:((قَدْ قَرَأْنَاهَا وَ عَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا۔))جو آیت رجم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اتری تھی ہم نے اس کو پڑھا، سمجھا اور اچھی طرح یاد کیا۔

---

1 القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، رقم الحدیث: ۱۴۵۲۔

2 ملا احمد جیون، تفسیرات احمدیہ، (مکتبہ رحمانیہ، لاہور)، ص ۲۴۔

3 البقرہ: ۱۸۴۔

4 البقرہ: ۱۸۵۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ سیدنا عمرؓ کے اس خطبہ عام کو سننے والے بے شمار جلیل القدر صحابہ تھے۔ کسی نے ان کی اس وضاحت پر اعتراض نہیں کیا۔ اس طرح یہ حدیث صحابہ کے دور میں بھی اور بعد میں بھی متواتر ٹھہری۔

2. نسخ قرآن از سنت:

اس کی دو اقسام ہیں:

نسخ قرآن از سنت آحادیہ:

جمہور علماء اس کے عدم جواز کے قائل ہیں۔ کیونکہ قرآن متواتر اور یقین کا فائدہ دیتا ہے اور سنت آحادی (خبر واحد) ظنی ہوا کرتی ہے اس لئے اس سے حتمی یقین نہیں ہوتا۔ مثلاً: ((کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا نِ الْوَصِیَّۃُ لِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُتَّقِیْنَ))[1] علماء کا یہ کہنا ہے کہ یہ آیت اس حدیث سے منسوخ ہو گئی ہے: ((إِنَّ اللہَ قَدْ أَعْطٰی کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ، فَلاَ وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ۔))[2] جب کہ صحیح بات یہی ہے کہ یہ آیت، آیت مواریث سے منسوخ ہوئی ہے جیسا کہ اس حدیث کا ابتدائی حصہ بتا رہا ہے۔

- نسخ قرآن از سنت متواترہ:

ائمہ فقہاء اربعہ میں امام شافعیؒ کے سوا باقی سب نے ایک روایت کے مطابق اس بات کو یہ کہتے ہوئے مان لیا ہے کہ سنت بھی وحی ہے جیسے سورۃ النجم میں ہے: ((وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ہُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی))[3] یا ((وَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وَلَعَلَّھُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ))[4] اور نسخ بھی بیان کی ایک قسم ہے۔ امام شافعیؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبلؒ نے اسے یہ کہتے ہوئے ناجائز کہا ہے۔ ((مَا نَنسَخْ مِنْ آیَۃٍ أَوْ نُنسِہَا نَأْتِ بِخَیْرٍ مِّنْہَا أَوْ مِثْلِہَا))[5] اور سنت قرآن کے مثل نہ خیر ہے اور نہ اس کی مانند۔ اس کا جواب بھی علماء نے یہ دیا ہے کہ اس خیر سے مراد فضل ہے نہ کہ وجوب اتباع اور احکام پر دلالت ہے۔ ورنہ سنت پر عمل تو اسی طرح واجب ہے جیسے قرآن پر۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ((الزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا مِائَۃَ جَلْدَۃٍ))[6] محصن کو کوڑے مارنا تو رجم سے منسوخ ہو گیا جیسا کہ سنت متواترہ سے ثابت ہے یا بقول بعض یہ محصن کے لئے تخصیص ہے نسخ نہیں کیونکہ کوئی اور مثال اس کی ملتی نہیں۔ نسخ کی یہ نوع عقلاً جائز ہے خواہ یہ قرآن میں بھی مذکور نہ ہو۔

---

1 البقرۃ ۱۸۰۔

2 ترمذی، ابوعیسی محمد بن عیسی، جامع الترمذی، (دار الکتب العلمیہ، بیروت)، رقم الحدیث: ۲۱۲۱

3 النجم: ۳،۴۔

4 النحل: ۴۴۔

5 البقرۃ: ۱۰۶۔

6 النور: ۲۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

3. نسخ سنت از قرآن:

جمہور اسے جائز سمجھتے ہیں۔اس کی مثال بیت المقدس کی طرف نماز میں رخ کرنا ہے جو سنت سے ثابت تھا مگر اس آیت نے اسے منسوخ کر دیا:((فَوَلِّ وَجۡہَکَ شَطۡرَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ))[1] اسی طرح عاشوراء کا روزہ سنت سے ثابت تھا جسے اس آیت نے ((فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ))[2] منسوخ کر دیا۔

امام شافعیؒ کی ایک روایت کے مطابق وہ اس کے قائل نہیں کہ قرآن، سنت کو یا سنت قرآن کو منسوخ نہیں کر سکتے۔وہ فرماتے ہیں: جہاں قرآن نے سنت کو منسوخ کیا ہے وہاں قرآن خود سنت کا نگران بن گیا اور جہاں سنت نے قرآن کو منسوخ کیا وہاں سنت خود قرآن کی محافظ بن گئی۔یہ اس لئے ہوا تاکہ قرآن وسنت کے مابین موافقت ظاہر ہو۔[3]

امام زرکشیؒ امام شافعیؒ کی مراد یہ بتاتے ہیں کہ کتاب وسنت آپس میں مختلف نہیں ہاں ان دونوں میں کا ہر ایک اپنے جیسا ایک ناسخ ضرور رکھتا ہے۔اس طرح قرآن وسنت ایک دوسرے کے محافظ بھی ہیں اور ان میں کلی موافقت بھی ہے یہی ان کی عظمت شان ہے۔[4]

ناسخ ومنسوخ آیات کی پہچان

فہم قرآن کے لیے جن مشکل مقامات پر بہت زیادہ ابحاث ہوئی ہیں اور جن کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے ان یں ایک ناسخ ومنسوخ آیات کی پہچان ہے۔اس حوالے سے نسخ کے کئی طریقے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

- ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی حکم کی انتہائی مدت مقرر کر دی جائے اور اس مدت کے بعد وہ حکم خود بخود ختم ہو جائے۔
- دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آیت کے ظاہری مفہوم کو کسی دوسرے مفہوم کی طرف پھیر دیا جائے۔اس صورت میں پہلے مفہوم کو منسوخ سمجھا جائے گا۔
- تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آیت کے کسی حکم میں مذکور شرط کے بارے میں یہ وضاحت کر دی جائے کہ یہ لازمی شرط نہیں ہے۔
- چوتھا طریقہ یہ ہے کہ کسی عام حکم کو خاص کر دیا جائے۔
- پانچواں طریقہ یہ ہے کہ کوئی ایسا نکتہ بیان کیا جائے جس سے آیت کے اصلی حکم کے مفہوم میں اور اس آیت کے الفاظ سے بظاہر پیدا ہونے والے غلط مفہوم کا فرق واضح کیا جائے۔
- چھٹا طریقہ یہ ہے کہ جاہلیت کے کسی رسم ورواج یا پہلی شریعتوں کے کسی حکم کو ختم کر دیا جائے۔

منسوخ آیات کی تعداد

ابتدائی دور میں قریباًپانچ سو آیات کو منسوخ قرار دیا گیا۔بعد میں یہ تعداد کم ہوتی چلی گئی۔اور علامہ سیوطیؒ کی تحقیق کے مطابق نسخ صرف

---

1 البقرۃ:۱۴۴۔

2 البقرۃ:۱۸۵۔

3 السیوطی، علامہ جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، (مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ج۲، ص۲۷۔

4 زرکشی، علامہ بدرالدین، البرہان فی علوم القرآن، (دار المعرفہ، بیروت)، ج۲، ص۳۲۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

اکیس آیات میں ہوا۔[1] ڈاکٹر صبحی صالحؒ کے نزدیک ان کی تعداد صرف دس ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے پانچ آیات کو منسوخ قرار دیا ہے۔ منسوخ آیات کی تعداد میں یہ فرق، پہلے اور بعد کے علماء میں نسخ کی اصطلاحی تعریف میں فرق کی وجہ سے ہے منسوخ آیات کی تعداد کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے دو(۲) ادوار بیان کیے ہیں

سلف صالحین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد

صحابہ کرام، تابعین اور سلف صالحین کے دور میں "نسخ" کے لفظ کو جن مواقع کے لیے استعمال کیا گیا۔ اس سے اس لفظ کے معنٰی میں بہت وسعت پیدا ہوئی اور اس میں عقل اور رائے کا عمل دخل شامل ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں منسوخ آیات کی تعداد کے بارے میں اختلافات پیدا ہوئے۔ ان تمام اختلافات کو سامنے رکھا جائے تو منسوخ آیات کی تعداد پانچ سو(۵۰۰) سے بڑھ جاتی ہے۔

متاخرین کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد

امام جلال الدین السیوطیؒ نے الاتقان میں امام ابن عربیؒ سے نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد اکیس ہے۔ جو ذیل میں منقول ہیں۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب الفوز الکبیر میں ان کی تصریح و توضیح بھی پیش کی ہے۔ جن کا بغور جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

1. ابن عربیؒ نے سورہ بقرہ کی اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے:

((كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِن تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ ۖ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ -))[2] پھر انہوں نے اس آیت کے حکم کے منسوخ ہونے کے بارے میں تین اقوال نقل کیے ہیں۔

i. پہلا قول یہ ہے کہ یہ آیت "آیات مواریث" (وراثت کے احکام والی آیتوں) سے منسوخ ہے۔

ii. دوسرا قول یہ ہے کہ وارث کے حق میں وصیت منع کرنے والی حدیث نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ ((لا وصية لوارث)) "وارث کے لیے وصیت نہیں"

iii. تیسرا قول کے مطابق اس آیت کو اجماع نے منسوخ کیا ہے۔

جبکہ شاہ ولی محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: "میرے نزدیک اس آیت کی ناسخ مندرجہ ذیل آیت کریمہ ہے: ((يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ --- الی آخرہ-))[3] مذکورہ وصیت والی حدیث اس آیت کے حکم کو منسوخ نہیں کرتی بلکہ اس نسخ کی وضاحت کرتی ہے۔[4]

2. سورہ البقرہ کی آیت:

((أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ

1 السیوطی، علامہ جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، (مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)، ج ۲ / ص ۳۵۔

2 البقرہ: ۱۸۰۔

3 النساء: ۱۱۔

4 دہلوی، شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر، (مکتبہ رحمانیہ، لاہور)، ص ۲۷۔

مِسْكِينٍۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ))[1] اس آیت کے بارے میں ہے کہ اسے درج ذیل آیت نے منسوخ کیا ہے:

((شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَۗ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ))[2] دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ہے۔

جبکہ حضرت شاہ ولی اللہؒ لکھتے ہیں:

"میرے نزدیک اس آیت کے حکم کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس آیت کے مطابق جو لوگ کھانا کھلانے کی طاقت رکھتے ہیں، ان پر فدیہ واجب ہے۔ فدیے سے مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے مرجع (اسم) سے پہلے ضمیر اس لیے لائی گئی کہ وہ اس سے زیادہ اہم ہے اور ضمیر کو مذکر اس لیے لائے کہ فدیے سے مراد طعام ہے جو مذکر ہے۔ اس جگہ طعام سے مراد صدقہ فطر ہے۔ کیونکہ روزے کے حکم کے ساتھ صدقہ فطر کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ اس سے بعد والی آیت سے نماز عید کی تکبیریں مراد ہیں۔[3] ((وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ -))[4]

3. سورہ البقرہ کی اس آیت کو ناسخ کہا گیا ہے۔ ((أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ))[5] یہ آیت درج ذیل آیت کے لیے ناسخ ہے:((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ))[6]

کیونکہ اس آیت میں جو مشابہت (کما) دی گئی ہے اس کا تقاضا یہی ہے روزہ فرض ہونے کے علاوہ روزے کے احکام بھی پہلی شریعتوں کے عین مطابق ہوں اور جو کام روزے کی حالت میں پہلے منع تھے ان کو اب بھی حرام سمجھا جائے۔ مثلاً سونے کے بعد کھانا حرام ہے، یا جیسے بیوی سے صحبت حرام ہے۔ لہٰذا اس آیت کے ذریعے اس آیت کا حکم منسوخ ہو جاتا ہے جس میں ماہ رمضان کی راتوں میں بیویوں سے صحبت کی اجازت دی گئے ہے۔

دوسرا قول امام ابن عربیؒ کا یہ ہے کہ سنت نے اس آیت کا حکم منسوخ کر دیا ہے۔ جبکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ آیت میں پہلی شریعتوں سے روزے کی جو مشابہت ہے اس کا تعلق صرف روزے کی فرضیت سے ہے۔ گویا جس طرح پہلی شریعتوں میں روزہ فرض تھا اسی طرح شریعت محمدیہ میں بھی روزے فرض ہیں۔ اس مشابہت کا تعلق روزے کے دوسرے مسائل سے نہیں ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ اگر بالفرض سنت سے اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو جائے۔ پھر بھی آیت کا قرآن سے منسوخ ہونا ثابت نہیں کیا جا سکتا"[7]

4. سورۃ البقرہ کی یہ آیت منسوخ سمجھی گئی ہے:((يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ ۖ))[8] "اے نبی ﷺ! لوگ آپ سے

---

1 البقرہ:۱۸۴۔
2 البقرہ:۱۸۵۔
3 الفوز الکبیر، ص۲۸۔
4 البقرہ:۱۸۵۔
5 البقرہ:۱۸۷۔
6 البقرہ:۱۸۳۔
7 الفوز الکبیر، ص۲۸۔
8 البقرہ:۲۱۷۔

پوچھتے ہیں حرمت والے مہینے میں لڑنا کیسا ہے؟"

اور اسے درج ذیل آیت کے حکم سے منسوخ مانا گیا ہے۔((وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ))(1) "اور تم سب مل کر مشرکین سے جنگ کرو، جیسے وہ سب مل کر تم سے جنگ کرتے ہیں"

منسوخ ہونے کا یہ قول امام ابن جریر طبریؒ نے عطاء بن میسرہؒ سے نقل کیا ہے۔ لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی رائے یہ ہے کہ اس آیت سے حرمت والے مہینوں میں قتال یعنی جنگ کرنے کا حرام ہونا ثابت نہیں بلکہ جنگ کرنے کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ ایسا اسلوب بیان ہے جس میں کسی سبب کو مان لیا جاتا ہے۔ پھر اس کے راستے میں پیش آنے والی کسی رکاوٹ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ حرام مہینوں میں جنگ کرنا بہت بڑا گناہ ہے لیکن کفر اور شرک کا فتنہ اس سے بھی بڑا سخت جرم ہے۔ جس کی روک تھام کے لیے حرام مہینوں میں جنگ جائز ہے اور یہی تفسیر آیت کے سیاق وسباق کے لحاظ سے درست معلوم ہوتی ہیں۔[2]

5. سورہ البقرہ کی یہ آیت بھی منسوخ قرار دی گئی ہے:۔((وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِم مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۚ))[3] اس آیت کو درج ذیل آیت کے حکم سے منسوخ مانا گیا ہے:

((وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ))[4]

اس طرح بیوہ کے لیے ایک سال کی مدت کے حکم کو چار مہینے دس دن کی عدت کے حکم سے منسوخ کر دیا گیا ہے اور وصیت کے حکم کو وراثت کے احکام والی آیات سے منسوخ مانا گیا ہے۔ البتہ بیوہ کی رہائش کے بارے میں حکم بعض علماء کے نزدیک منسوخ ہے اور بعض کے نزدیک منسوخ نہیں ہے۔ جو علماء اُسے منسوخ قرار دیتے ہیں وہ "لا سکنیٰ" (رہائش نہیں ہے) والی حدیث کو اس کا ناسخ مانتے ہیں۔

لیکن حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نزدیک بھی تمام مفسرین کی طرح یہ منسوخ ہے لیکن اس کی ایک توجیہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس آیت کے مطابق مرنے والے کی طرف سے ایسی کوئی وصیت کرنا جائز اور مستحب ہے۔ البتہ بیوہ کے لئے اس آیت کے حکم کی پابندی ضروری نہیں۔ یہی رائے حضرت ابن عباسؓ کی ہے اور یہ تفسیر آیت کے ظاہری معنیٰ کے لحاظ سے درست معلوم ہوتی ہے۔

6. سورۃ البقرہ کی اس درج ذیل آیت کو بھی منسوخ کہا گیا ہے:((وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ ۖ فَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ))[5]

مذکورہ آیت اس آیت سے منسوخ مانا گیا ہے۔((لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ))[6] "اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔"

---

1 التوبۃ:۳۶۔
2 الفوز الکبیر، ص ۲۹۔
3 البقرہ:۲۴۰۔
4 البقرہ:۲۳۴۔
5 البقرہ:۲۸۴۔
6 البقرہ:۲۸۶۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

لیکن حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی رائے یہ ہے کہ پہلی والی آیت کا حکم عام ہے اور دوسری آیت میں اسے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ پہلی آیت میں" ما فی انفسکم "(جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے) سے دل کا اخلاص مراد ہے یا دل کا نفاق اور یہ دونوں مستقل حالتیں ہیں۔ اس سے دل میں پیدا ہونے والے ایسے وسوسے و خیالات مراد نہیں ہیں، جن پر انسان کو کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ کیونکہ جن باتوں پر انسان کو کوئی اختیار نہ ہو اُن کی ذمہ داری اس پر نہیں ڈالی جا سکتی ہے۔[1]

7. سورہ آل عمران کی یہ آیت منسوخ قرار دی گئی ہے:((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ -))[2] اور اسے درج ذیل آیت سے منسوخ مانا گیا ہے:((فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ))[3]

ایک قول یہ بھی ہے کہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے۔ البتہ سورہ آل عمران کی اگر کسی آیت کو منسوخ کہا جا سکتا ہے تو وہ یہی آیت ہے۔ البتہ شاہ ولی اللہؒ کی رائے میں "حق تقاتہ" ((جیسے ڈرنے کا حق ہے)) سے شرک، کفر اور اسی طرح کے دوسرے غلط عقیدے مراد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عقیدے پر کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کیا جائے۔ اور دوسری آیت میں جو مَا اسْتَطَعْتُمْ (جتنا تم سے ہو سکے) آیا ہے تو اس کا تعلق عقیدے سے نہیں بلکہ اعمال سے ہے۔ مثال کے طور پر جو وضو نہیں کر سکتا وہ تیمم کر لے۔ جو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا وہ بیٹھ کر پڑھ لے۔ اس توجیہ کو بیان کرنے کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک دونوں آیتیں اپنی جگہ مستقل اور محکم ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ناسخ یا منسوخ نہیں ہے۔[4]

8. سورہ النساء کی درج آیت کو منسوخ مانا گیا ہے:((وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا -))[5] اور اسے درج ذیل آیت سے منسوخ مانا گیا ہے:

((وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ -))[6]

لیکن شاہ صاحبؒ کے نزدیک آیت کا ظاہری مفہوم کے اعتبار سے وراثت صرف حقیقی وارثوں کے لیے ہیں لیکن جو لوگ کسی معاہدے کے تحت موالی بنتے ہیں وہ وراثت سے حصہ نہیں پا سکتے۔ البتہ ان سے حسن سلوک کیا جائے گا۔ لہٰذا ان آیتوں میں نسخ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

9. سورہ النساء کی یہ آیت بھی منسوخ سمجھی گئی ہے:((وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُم مِّنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا))[7]

اس آیت کے بارے میں دو قول ہیں۔ ایک کے مطابق یہ منسوخ ہے اور دوسرے کے مطابق یہ منسوخ نہیں ہے مگر لوگ اس پر عمل

---

1 الفوز الکبیر، ص ۳۰۔
2 آل عمران: ۱۰۲۔
3 التغابن: ۱۶۔
4 الفوز الکبیر، ص ۳۰۔
5 النساء: ۳۳۔
6 الانفال: ۷۵۔
7 النساء: ۸۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

کے بارے میں غفلت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ لیکن اس کا حکم فرض نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے نزدیک حضرت ابن عباسؓ کی رائے ہی درست ہے۔

10. سورۃالنساء کی درج ذیل آیت کو بھی منسوخ کہا گیا ہے:

((وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِن نِّسَائِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنكُمْ ۖ فَإِن شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّىٰ يَتَوَفَّاهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا -))[1] کہا جاتا ہے کہ مذکورہ آیت سورہ النور کی درج ذیل آیت سے منسوخ ہے:((الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ))[2]

لیکن حضرت شاہ ولی اللہؒ کے نزدیک مذکورہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ یہ آیت پہلی آیت کے تکمیلی مقصد اور اس میں کیے گئے وعدے کے پورا ہونے کو بیان کرتی ہے۔لہذا اسے بھی منسوخ نہیں ماننا چاہیے۔

11. سورہ المائدہ کی اس آیت کو بھی منسوخ کہا گیا ہے:((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ))[3] کہا جاتا ہے کہ مذکورہ آیت اس آیت سے منسوخ ہے جس میں حرام مہینوں میں بھی جنگ جائز ہونے کا حکم ہے۔

لیکن شاہ صاحبؒ کی رائے یہ ہے کہ اس آیت کو منسوخ کرنے والی کوئی قرآن میں نہیں ملتی اور نہ ہی سنت سے اس کے منسوخ ہونے کی کوئی دلیل ملتی ہے۔ اس لیے آیت کے معنی یہ ہیں کہ ایسی جنگ جو منع ہو وہ حرام مہینوں میں اور زیادہ ممنوع ہو جاتی ہے۔اس کی مثال خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ:"تمہارا خون، تمہارا مال او تمہاری عزت و آبرو اسی طرح محترم ہیں جس طرح آج کا دن، اور یہ شہر محترم ہے"

اس کا مطلب یہ نہیں کہ دوسرے دنوں میں یا دوسرے مقامات پر مسلمانون کا جان و مال محترم نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر حال میں محترم ہے لیکن ان دنوں اور اس شہر میں اس کی حرمت اور بھی زیادہ ہے۔

12. سورۃالمائدہ کی درج ذیل آیت کو بھی منسوخ کہتے ہیں:((فَإِن جَاءُوكَ فَاحْكُم بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ ۖ))[4]

کہا جاتا ہے کہ یہ آیت درج ذیل آیت سے منسوخ ہے:((وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ))[5]

لیکن میرے نزدیک دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ذمیوں کے کسی مقدمے کا فیصلہ کرنا چاہیں تو ضروری ہے آپ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں اور ان لوگوں کی خواہش کی پرواہ ہر گز نہ کریں۔ غرض یا تو آپ ﷺ غیر مسلموں کے معاملات کا فیصلہ ان کے اپنے بڑوں پر چھوڑ دیں کہ وہ اپنے دستور کے مطابق اس کا فیصلہ کریں یا اگر ہم ان کا فیصلہ کریں گے تو اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کریں۔ لہذا

1 النساء:۱۵۔
2 النور:۲۔
3 المائدہ:۲۔
4 المائدہ:۴۲۔
5 االمائدہ:۴۹۔

دونوں آیتوں میں سے نہ کوئی ناسخ ہے اور نہ ہی کوئی منسوخ ہے۔ بلکہ دو مختلف حالتوں کے لیے الگ الگ احکام ہیں۔

13. سورہ المائدہ کی ایک اور آیت جسے منسوخ سمجھا گیا ہے وہ یہ ہے:((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ))[1] اس کی ناسخ درج ذیل آیت بتائی گئی ہے:((وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ وَ أَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ))[2]

میں کہتا ہوں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے آیت کے ظاہری معنیٰ کے لحاظ سے اسے منسوخ قرار دیا ہے لیکن دوسروں کے نزدیک یہ دونوں آیتیں ایک دوسرے کی تشریح کرتی ہیں۔ پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ دو ایسے آدمی غواہ ہوں جو تمہارے رشتہ دار نہ ہوں اور تمام مسلمانوں میں سے کوئی بھی دو مرد گواہ ہوسکتے ہیں جبکہ دوسری آیت میں "منکم"(تم میں سے) تمام مسلمان مراد ہیں۔لہذا دونوں آیتوں میں کوئی تضاد نہیں اور یہاں پر نسخ کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

14. سورہ الانفال کی اس آیت کو بھی منسوخ کہا گیا ہے:((إِن يَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ -))[3]

اس کے بعد والی آیت کو اس کا ناسخ مانا گیا ہے:((الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ -))[4]

15. سورہ التوبہ کی یہ آیت بھی منسوخ قرار دی گئی ہے:

((انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَ أَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ))[5]

اس ناسخ درج دو آیتیں ہیں:

((لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ:)) [6]

((لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ [7]

چونکہ مذکورہ دونوں آیتیں ان لوگوں کو مستثنیٰ کر دیتی ہیں جو معذور ہیں اس لیے پہلی آیت کا حکم منسوخ سمجھا گیا۔ لیکن شاہ ولی اللہؒ نزدیک یہ حکم منسوخ نہیں ہے کیونکہ اس کا تعلق جہاد کے ساز و سامان سے ہیٔ افراد سے نہیں۔ خفافا(ہلکے) اس کم سے کم جنگی سامان کو کہا جاتا ہے جو میسر آسکے۔ جیسے سواری کے جانور اور رسد یعنی کھانے پینے کی چیزیں اور خدمت گار وغیرہ۔ اس طرح ثقالا(بوجھل) سے مراد زیادہ سے زیادہ خدمت گار لوگ اور زیادہ سے زیادہ سواری کے جانور ہیں جن دو آیتوں کو مذکورہ آیت کے حکم کا ناسخ مانا گیا ہے ان کا تعلق

---

1 المائدہ:۱۰۶۔

2 الطلاق:۲۔

3 الانفال:۶۵۔

4 الانفال:۶۶۔

5 التوبۃ:۴۱۔

6 الفتح:۱۷۔

7 التوبۃ:۹۱۔

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.2, 2024

معذور افراد سے ہے۔لہذا یہ آیتیں پہلی آیت کے حکم کے لیے ناسخ نہیں ہو سکتی ہیں۔کم سے کم یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہاں جس چیز کو منسوخ کہا گیا ہے وہ متعین نہیں ہے۔[1]

16. سورہ النور کی یہ آیت بھی منسوخ قرار دی گئی ہے:((الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ))[2] اور ابن عربی نے اس کی ناسخ آیت یہ نقل کی ہے:((وَ أَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ))[3]

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے امام احمد بن حنبل نے یہاں بھی آیت کا صرف ظاہری مفہوم لیا ہے کیونکہ دوسروں کے ہاں یہ منسوخ نہیں ہے اور وہ اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ کبیرہ گناہ کرنے والے کے لیے بدکار عورت ہی ہم کفو ہو سکتی ہے یا اس کے لیے ایسی عورت ہی سے نکاح بہتر ہے۔

لیکن دوسری آیت میں حرم (حرام کیا گیا)) کا لفظ آیا ہے اور اس کا تعلق زنا اور شرک دونوں سے ہے۔لہذا مذکور آیت بھی منسوخ نہیں ہے۔اس کے علاوہ جس آیت کو اس کا ناسخ قرار دیا گیا ہے تو اس کا حکم عام ہے اور ایک عام حکم سے کسی خاص حکم کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

17. سورہ النور کی درج ذیل آیت کو بھی منسوخ مانا گیا ہے:((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ---الخ-))[4]

اس آیت کے بارے میں اختلاف ہے۔بعض علماء اسے منسوخ سمجھتے ہیں اور بعض منسوخ نہیں سمجھتے اور وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس حکم پر عمل کرنے میں کوتاہی کی ہے۔حضرت ابن عباسؓ اسے منسوخ نہیں جانتے ہیں اور آپؓ کا ہی قول اس بارے میں زیادہ صحیح ہے۔کیونکہ اس کے حق میں زیادہ مضبوط دلائل ہیں۔

18. سورہ الاحزاب کی اس آیت کو بھی منسوخ کہتے ہیں:((لَّا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِن بَعْدُ وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا))[5] اور اس کی ناسخ یہ آیت بتائی جاتی ہے:((يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ---- الی آخرہ))[6]

مگر شاہ صاحب کے نزدیک اس آیت کے بارے مین یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ جس آیت کو ناسخ کہا گیا ہے وہ پہلے نازل ہوئی ہے لہذا اس میں بھی نسخ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

19. سورۃ المجادلہ کی اس آیت کے حکم کو بھی منسوخ قرار دیا گیا ہے:((يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ

---

1 الفوز الکبیر، ص ۳۲۔

2 النور:۳۔

3 النور:۳۲۔

4 النور:۵۸۔

5 الاحزاب:۵۲۔

6 الاحزاب:۵۰۔

نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً))[1] ابن عربی کے نزدیک اسے بعد والی آیت نے منسوخ کیا ہے:((أَأَشْفَقْتُمْ أَن تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ ۚ فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ))[2]

یہ آیت حضرت شاہ ولی اللہ کے نزدیک بھی منسوخ ہے۔

20. سورہ الممتحنہ کی یہ آیت بھی منسوخ سمجھی جاتی ہے:((فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ))[3]

ایک قول کے مطابق یہ آیت درج ذیل آیت سیف سے منسوخ ہے اور دوسرے قول کے مطابق اسے درج ذیل آیت غنیمت سے منسوخ مانا گیا ہے۔اور بعض کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے،بلکہ محکم ہے۔میرے نزدیک یہ آیت محکم تو ہے،لیکن اس کا حکم عام نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق ایسے وقت سے ہے جب مسلمان کمزور ہوں اور کفار طاقت ور ہوں۔

21. سورہ المزمل کی یہ آیت بھی منسوخ قرار دی گئی ہے:((قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا -))[4] کہا جاتا ہے کہ اس آیت کو اسی سورت کی آخری آیت نے منسوخ کر دیا ہے،اور یہ پنج وقتہ نماز کے حکم سے منسوخ ہوگئی ہے۔لیکن میرے نزدیک اسے پنجگانہ نمازوں سے منسوخ قرار دینا صحیح نہیں۔دراصل اس سورۃ کے شروع میں جو قیام اللیل کا حکم ہے وہ ایک مستحب کام کی تاکید ہے۔آخری آیت میں صرف اس کی تاکید منسوخ ہوئی ہے اس کا مستحب ہونا منسوخ نہیں ہوا وہ ابھی باقی ہے۔

خلاصہ بحث ونتائج

فہم قرآن کے لیے جن مشکل مقامات پر بہت زیادہ ابحاث ہوئی ہیں اور جن کے بارے میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے ان میں ایک ناسخ ومنسوخ آیات کی پہچان ہے۔ناسخ منسوخ کی پہچان کے بغیر قرآن کریم کی تفسیر کرنا درست نہیں ہے۔قرآن میں ناسخ ومنسوخ آیات کی تعداد کے بارے میں علماء کرام کے متعدد اقوال پائے جاتے ہیں،شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد پانچ ہے۔امام جلال الدین السیوطی اور امام ابن عربی کے نزدیک مذکورہ بالا اکیس آیات منسوخ ہیں۔جبکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نزدیک ان میں سے بعض آیتوں کے منسوخ ہونے میں اختلاف ہے جبکہ آپؒ کے نزدیک قرآن میں منسوخ آیات کی تعداد صرف پانچ (۵) ہے۔علامہ زُرقانی کے نزدیک آیات منسوخہ کی تعداد صرف آٹھ (۸) ہے۔

1 المجادلۃ:۱۲۔

2 المجادلۃ:۱۳۔

3 الممتحنۃ:۱۱۔

4 المزمل:۲۔